امارت شرعیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحی
سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ
دارالاشاعت امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ ۸۰۱۵۰۵

مطبوعات امارت شرعیہ ایک نظر میں

مسلمان ایک امت ایک جماعت	(حضرت مولانا محمد علی مونگیری)	030 روپے
[illegible]	(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد)	060 روپے
خطبہ صدارت	(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد)	060 روپے
مقالات سجاد	(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد)	060 روپے
حکومت الٰہی	(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد)	050 روپے
مکاتیب سجاد	(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد)	035 روپے
[illegible]	(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد)	035 روپے
[illegible]	(حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد)	030 روپے
[illegible]	(مولانا عبدالصمد رحمانی)	060 روپے
[illegible]	(مولانا عبدالصمد رحمانی)	250 روپے
[illegible]	(مولانا عبدالصمد رحمانی)	250 روپے
[illegible]	(مولانا عبدالصمد رحمانی)	100 روپے
فتاویٰ امارت شرعیہ حصہ اول	(حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی)	260 روپے
فتاویٰ امارت شرعیہ حصہ دوم	(حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمی)	350 روپے
فتاویٰ امارت شرعیہ حصہ سوم	(مولانا مفتی سعید الرحمن قاسمی)	250 روپے
فتاویٰ امارت شرعیہ حصہ چہارم	(مولانا مفتی سعید الرحمن قاسمی)	300 روپے
[illegible]	[illegible]	010 روپے
[illegible]	(مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ)	150 روپے
[illegible]	(مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ)	035 روپے
[illegible]	(مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ)	060 روپے
[illegible]	(مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ)	090 روپے
[illegible]	[illegible]	100 روپے
[illegible]	[illegible]	350 روپے
[illegible]	[illegible]	300 روپے
[illegible]		250 روپے
[illegible]	[illegible]	200 روپے
[illegible]	[illegible]	025 روپے
[illegible]	[illegible]	100 روپے
[illegible]		010 روپے
[illegible]	[illegible]	010 روپے
[illegible]	[illegible]	030 روپے
[illegible]	[illegible]	010 روپے
[illegible]	[illegible]	030 روپے
[illegible]	[illegible]	100 روپے
[illegible]	[illegible]	030 روپے
[illegible]	[illegible]	015 روپے
[illegible]	[illegible]	020 روپے

اس کے علاوہ ہر قسم کی دینی کتابیں اور مدارس کے نصاب کی کتابیں مکتبہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں دستیاب ہیں۔

Printed At : The Printo Stationer's, Patna, Mob.: 9934188997

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفے أمابعد!

اسلام جس اجتماعی زندگی کا مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے موجودہ دور میں امارت شرعیہ بہار، اڈیسہ وجھارکھنڈ اس کی بہترین عملی شکل ہے۔

امارت شرعیہ کا نظام اس نظام کی ایک اچھی تصویر ہے؛ جسے حضور ﷺ اور خلفاء اربعہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے مرتب کیا تھا، جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے عہد میں پسند کیا گیا اور جس کی بدولت مسلمانوں کو ہر دور میں سربلندی حاصل ہوئی، ہندوستان کے مسلمان حضرت سید احمد شہید بریلویؒ کے بعد اسلامی نظام زندگی سے دور جا پڑے تھے، انگریزوں کے جبر واستبداد نے مسلمانوں کے قابل ذکر طبقہ کو گوشہ نشینی پر مجبور کر دیا تھا۔ کچھ لوگ سیاسی اور نیم سیاسی تحریکات میں شریک تھے اور اس کی قیادت کر رہے تھے، کوئی شبہ نہیں کہ سیاسی تحریکیں انھیں اور ان سے سیاسی فائدے بھی ہوئے، لیکن شرعی تنظیم کے نہ ہونے سے یہاں کے مسلمانوں میں وہ روح بیدار نہ ہوئی جس سے دینی انقلاب برپا ہوتا ہے اور مسلمانوں کے ذہن اسلامی سانچے میں ڈھلتے ہیں۔

کم وبیش سو سال تک جمود اور تعطل کی یہ فضا قائم رہی، پھر حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحبؒ نے ملت کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا، اور ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ میں "امارت شرعیہ" کے قیام نے مسلمانوں کو ان کا ایک دینی فریضہ یاد دلایا اور انہوں نے محسوس کیا کہ جس

نظام شرعی کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس کا صحیح نمونہ یہی ہے اور اس کے قیام کے بعد ہی ہم اپنی دینی اور اجتماعی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے مشاہیر علماء اور مشائخ نے اس خالص دینی تنظیم کو خوش آمدید کہا، اور کوشش کی کہ یہ تنظیم پورے ملک میں قائم ہو جائے، مگر مسلمانوں کے باہمی اختلافات نے ایسا نہ ہونے دیا۔ کون نہیں جانتا کہ "اسلام" اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ اور ایک مکمل ضابطۂ حیات بھی، انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے لئے اس میں ہدایتیں نہ ہوں، پیدائش سے لے کر موت تک اسلام ہر منزل پر رہنمائی کرتا ہے، انفرادی زندگی میں بھی اور اجتماعی زندگی میں بھی۔ جس طرح انفرادی زندگی میں مسلمانوں کے کچھ فرائض ہیں، جن کے بغیر وہ پکا مسلمان شمار نہیں ہو سکتا، اسی طرح اجتماعی زندگی کے لئے بھی کچھ قوانین ہیں، جن سے کٹ کر وہ اسلامی زندگی کا صحیح نمونہ نہیں بن سکتا؛ بلکہ کہنا چاہئے کہ وہ اس اجتماعی زندگی سے کنارہ کش ہو کر اسلام کی نظر میں مجرم بنتا ہے اور اپنی دنیاوی زندگی میں اطمینان وسکون، عزت ومنزلت کو کھو بیٹھتا ہے ہر انسان کچھ کام تو تنہا کرتا ہے۔ اس میں وہ دوسرے کی مدد کا محتاج نہیں ہوتا، اور اس کام کا اثر بھی صرف اسی پر ہوتا ہے، دوسروں سے اس کا تعلق نہیں ہوتا، نفع پہنچا تو اس کو، نقصان ہوا تو اس کو، اور کچھ کام ایسے ہوتے ہیں، جس سے اس کی ملت اور اس کا مذہب تک متاثر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کام کو جب وہ چھوڑتا ہے تو اس سے اس کی ملت بھی اثر پذیر ہوتی ہے اور خود وہ بھی مذہب کی نظر میں مستحق ملامت اور لائق سزا قرار پاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

اجتماعی زندگی کے سلسلے میں اسلام کا حکم ہے کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں مل جل کر رہیں، باہم اخوت ومحبت قائم رکھیں، اور ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور صلہ رحمی کا برتاؤ کریں۔ ان کا حال یہ ہو کہ ایک کا دکھ دوسرے کو بے چین کردے، اور ایک کی تباہ حالی دوسرے کو بے قرار رکھے۔ ایک کی خوشی سے دوسرا خوش ہو اور ایک کی مسرت کو دوسرے اپنی مسرت سمجھیں۔ اسلام انتشار اور پراگندگی کو برداشت نہیں کرتا؛ کیوں کہ جب تمام مسلمانوں کا دین ایک ہے، وہ ایک ہی ضابطہ حیات پر عقیدہ رکھتے ہیں تو پھر ان میں پھوٹ کے کیا معنی؟ اور بغض وعناد اور نفاق وشقاق کی کہاں گنجائش؛ مگر اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان پیدائشی طور پر الگ الگ ذہن و فکر لے کر آتا ہے اور ان کے سوچنے سمجھنے کا طریقہ جدا جدا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں کہ ان میں رائے کا اختلاف پیدا ہو جائے اور عام طور پر ایسا ہوتا بھی ہے تو اب سوال یہ ہے کہ باہم متحد رہنے اور اجتماعی مسائل کو متفقہ طور پر حل کرنے کی صورت کیا ہو؟

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ اسلام کا بنیادی عقیدہ توحید ہے، اس لئے وہ ہر جگہ وحدت کی جھلک دیکھنا چاہتا ہے۔ اور اس کے ہر قانون زندگی میں وحدت کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ یہاں بھی اسلام کا حکم یہی ہے کہ تم جہاں کہیں رہو، ایک سردار کے تحت رہو، جس کی اطاعت اپنے لئے ضروری سمجھو، البتہ امیر ایسے شخص کو چنو، جو کتاب وسنت کا علم رکھتا ہو، دور اندیش اور خدا ترس

ہو اور ان تمام اوصاف سے متصف ہو، جو ایک مسلمان امیر کے لئے ضروری ہیں، اس شرعی قانون کے مطابق کسی کو جب امیر چن لیا گیا تو اس کا عہد کیا گیا کہ جماعتی زندگی کے سلسلے میں وہ جو حکم دے گا بلا چوں وچرا اس کی اطاعت کی جائے گی۔ یہی شخص جس کو مسلمانوں نے مل کر اپنا امیر، دینی رہنما اور سردار منتخب کیا ہے "امیر شریعت، امام یا خلیفہ" کہا جاتا ہے۔ امیر شریعت کے فرامین کی خلاف ورزی اور اس کی مخالفت شرعی نقطہ نظر سے گناہ اور جماعتی زندگی کی آہنی دیوار میں شگاف ڈالنا ہے، مسلمانوں کے اتحاد کو پاش پاش کرنا ہے اور مسلمانوں کے دبدبہ اور اس کی شوکت کو پامال کرنا ہے۔ فرض نماز جماعت سے جب پڑھی جاتی ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ اس کا ایک امام ہوتا ہے، ہر مقتدی کا فرض ہوتا ہے کہ وہ امام کی پیروی کرے؛ کیوں کہ امام اسی لئے بنایا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤتَمَّ بِهٖ چنانچہ جب وہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھتا ہے، تو سارے مقتدی ہاتھ باندھ لیتے ہیں، جب وہ (رکوع کے لئے) جھکتا ہے۔ تو سب کے سب اس کے ساتھ فوراً جھک جاتے ہیں، اور جب وہ سجدہ کرتا ہے تو تمام مقتدی بھی اپنی اپنی پیشانی زمین پر ڈال دیتے ہیں۔ جس طرح جماعت کی نماز میں مقتدی اپنے امام کی تمام حرکات و سکنات کی پیروی کرتا ہے، اسی طرح دنیاوی زندگی اور جماعتی کاموں میں بھی تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے امیر شریعت کی پیروی کریں، جس مورچہ پر وہ کھڑا ہو جائے، سارے مسلمان اللہ کا نام لے کر اس کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، جب وہ اسلام کے بدخواہوں اور دشمنوں کے مقابلے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

میں جم جانے کا حکم دے، تو سارے کے سارے مسلمان سر پر کفن باندھ کر جم جائیں، جب وہ کہے کہ فلاں کام جو ملت کے لئے نقصان دہ ہے چھوڑ دو، تو تمام مسلمان اسے چھوڑ دیں، جب کسی خطہ میں مسلمان پوری قوت کے ساتھ اس شرعی تنظیم کو قائم کرلیں گے اور سارے افراد اس سے منسلک ہو جائیں گے، تو پھر دنیا یہ محسوس کرنے پر مجبور ہوگی، کہ یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہیں، جس سے ٹکرانے والا خود چور چور ہو جائے گا اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا، کہ غیر قوموں کے دلوں میں ان کی دھاک بیٹھ جائے گی، دنیا میں انہیں عظمت حاصل ہوگی اور آخرت میں سرخروئی۔ شریعت مطہرہ میں مسلمانوں کی شیرازہ بندی کا یہی طریقہ بتایا گیا، ان میں اسی راستہ سے یک جہتی اور یگانگت پیدا بھی ہوسکتی ہے اور اسی تنظیم کا نام ''امارت شرعیہ'' ہے۔

قرآن وحدیث میں اس تنظیم کی بڑی تاکید آئی ہے، حکم خداوندی ہے کہ مسلمان اس طرح باہم مل جل کر رہیں کہ نفاق اور پھوٹ کا کوئی جذبہ ان میں پایا نہ جائے، ارشاد ربانی ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلاَ تَفَرَّقُوْا (آل عمران۔ آیت ۱۰۳) تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو کہ باہم متفق رہو اور متفرق نہ رہو۔ اسلام نے مسلمانوں کو ان قوموں کے نقش قدم پر چلنے سے روکا ہے، جن میں عقائد واعمال کے اعتبار سے انتشار ہوتا ہے، جو چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہوتے ہیں اور بالآخر ان کا یہی انتشار ان کی تباہی وبربادی کا باعث ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو مخاطب کر کے قرآن پاک میں کہا گیا۔ وَلاَ تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا

وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَاجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاُوْلٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (آل عمران آیت ۱۰۵) اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہوجانا جنہوں نے باہم تفریق کرلی اور باہم اختلاف کرلیا بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آچکے تھے، اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی۔۔۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (الحجرات آیت: ۱۰) مسلمان تو سب کے سب بھائی بھائی ہیں سو (بوقت اختلاف) اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو (کسی ایک کے حامی بن کر اختلاف کو طول نہ دو) تاکہ تم پر رحمت کی جائے (الحجرات۔ آیت۔ ۱) اس بھائی چارگی کا طریقہ یہی ہے کہ مسلمانوں کی شرعی تنظیم مضبوط ہو اور انہیں اپنی دینی تنظیم پر پورا یقین ہو۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا پورا خیال رکھو کہ تمہاری زندگی بغیر امیر کے نہ گذرے، کیوں کہ امیر کے بغیر غیر شرعی زندگی ہے، جسے اسلام پسند نہیں کرتا ''مَنِ استطاع منكم أن لاينام نوما و لايصبح صبحا الا وعليه امامٌ فليفعل'' ''تم میں سے جو کوئی اس پر قادر ہو کہ وہ بغیر امام کے نہ سوئے اور نہ کوئی صبح کرے تو اس کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔ (ابن عساکر عن ابی سعید)

حد یہ کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کبھی تین مسلمان سفر میں ہوں، تو ان کو چاہئے کہ اپنے میں سے ایک کو امیر منتخب کرلیں اور اس کی نگرانی میں اپنے سفر کے ایام گزاریں تاکہ ان میں کبھی اختلاف کی صورت رونما نہ ہونے پائے۔ ''امیر'' مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی وجہ سے

Scanned with CamScanner

مسلمان باہم بندھ جاتے ہیں، اگر خدانخواستہ ان میں کبھی کوئی اختلافی شکل پیدا ہوتی بھی ہے تو امیر کی وجہ سے جلد ہی صلح وصفائی ہوجاتی ہے۔ اس تنظیم سے کٹ جانے والا اسلام کی نظر میں مجرم کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً رواہ مسلم (مشکوۃ۔۳۱۹/۲۔ کتاب الامارۃ) جو کوئی امیر کی اطاعت سے نکل جائے اور جماعت مسلمین سے علاحدہ ہوجائے اور اسی پر اس کی موت ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل جاہلیت کا کیا حال تھا؟ ان میں کا ہر شخص اپنے کو آزاد سمجھتا تھا، زیادہ سے زیادہ وہ قبیلہ کے سردار کو مانتا تھا، لیکن دوسرے قبیلہ سے ہر وقت جنگ وجدال کے موڈ میں ہوتا تھا، جماعت سے نکلنے والے کی مثال بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ خودسری میں مبتلا ہو جاتا ہے، جماعت کے مفاد سے زیادہ اپنا مفاد اسے عزیز ہوتا ہے؛ پھر وہ مسلمانوں میں پھوٹ اور نفاق کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے، جو شوکت اسلام کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر شخص کو امیر شریعت کی ایک ایک بات پسند ہو، انسانی مزاج مختلف ہوتے ہیں؛ بلکہ لوگ ہر دور میں ایسے بھی ہوتے ہیں، جو دوسروں کی سربراہی سے طبعاً خوش نہیں ہوتے، وہ کرید کرید کر اس میں عیب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا طبعی تقاضہ ہوتا

ہے کہ موقع پا کر ان کے خلاف فتنہ برپا کردیں؛ تاکہ بنا بنایا کام بگڑ جائے۔ سرور کونین ﷺ نے ایسے مسلمان کو صبر وضبط کی تاکید فرمائی ہے اور جماعت سے کٹنے اور بغاوت کرنے سے منع کیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ رَأىٰ مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً (متفق علیہ مشکوۃ کتاب الامارۃ ۳۱۹/۲) جو شخص اپنے امیر سے کوئی ایسی بات دیکھے، جسے وہ پسند نہیں کرتا تو اسے چاہئے کہ صبر کرے، جماعت سے علاحدہ نہ ہو، اس لئے کہ جب کوئی جماعت سے بالشت بھر بھی جدا ہوتا ہے، پھر مرتا ہے، تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے، منشا یہ ہے کہ جذبات اور وسوسوں کے بجائے خرد سے کام لیا جائے اور صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے؛ تاکہ جماعت پراگندگی کا شکار نہ ہونے پائے، اور یہ مسلّم ہے کہ اس میں سب سے زیادہ گھاٹا خود جماعت سے الگ ہونے والے کا ہے کہ اس نے اپنے کو ایک اسلامی تنظیم سے علاحدہ کر کے جاہلیت کی رسم پر عمل کیا، جسے اسلام مٹانے آیا تھا۔ یہ دور اندیشی کے خلاف ہے کہ کوئی دین کے معاملے میں بجائے دینی حکم کے جذبات پر چلنے کی کوشش کرے، آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرامؓ کا حال یہ تھا کہ وہ ہر حال میں فرمانبرداری کو اپنا فرض سمجھتے تھے، حضرت عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور عہد کیا کہ ہر

Scanned with CamScanner

حال میں فرمانبرداری کریں گے، تنگدستی ہو یا خوشحالی، خوشی اور نشاط کی حالت ہو یا ناگواری اور ناپسندیدگی کی، پھر جو شخص صرف اپنے جذبات کی تسکین کے لئے امیر شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے یا شرعی تنظیم سے اپنے کو کاٹتا ہے، اسے سوچنا چاہئے کہ وہ بلا وجہ اپنے عمل سے ملت اسلامیہ کے جگر کو چھلنی کرنے کے درپے ہے اور مسلمانوں کے رشتہ اخوت ومحبت کو ڈائنامیٹ کرنا چاہتا ہے۔ جس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تاکید کی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ امیر کی بھی اطاعت کی جائے۔

ارشاد ربانی ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء آیت:۵۹) اے ایمان والو! اللہ کا کہنا مانو، اور رسول ﷺ کا کہنا مانو، اور اپنے اس امیر کا کہنا مانو، جو تم میں سے ہو۔ امیر بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں مسلمانوں کی سربراہی کا فریضہ انجام دے اور عام مسلمان بلاچون وچرا اس کے تمام فرامین پر لبیک کہیں اور علی الاعلان تمام مسلمان اسے اپنا رہنما تسلیم کریں؛ تاکہ دنیا کو معلوم ہوجائے کہ فلاں، مسلمانوں کا مرکز ومحور ہے، اس کی آواز پوری قوم کی آواز ہے، جب تک یہ شرعی تنظیم قائم ہے، ان میں اختلاف اور نفاق کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اس تنظیم کی موجودگی میں ایسی صورت پیدا نہ ہوگی؛ جو اجتماعی قوت کو نقصان پہنچائے، رسول اکرم ﷺ نے امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور اس کی نافرمانی کو اپنی

نافرمانی قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَ مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَ مَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ (مشکوۃ المصابیح ۲/۳۱۷ کتاب الامارۃ) جس نے میری اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی؛ بلاشبہ اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی یقیناً اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی؛ بلاشبہ اس نے میری نافرمانی کی، ان الفاظ سے امیر کی حیثیت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس کی بھی صراحت فرمادی گئی ہے کہ ہر حال میں امیر کی سمع وطاعت ضروری ہے، جس میں پسندیدگی اور ناگواری کا قطعاً دخل نہیں ہونا چاہئے، یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ جو فرمان کسی کے جی کے مطابق ہو اس کو وہ بدل وجان مان لے اور جو ناگوار خاطر ہو، اس کے ماننے میں پس وپیش کرے؛ اس لئے کہ یہ امیر کی اطاعت نہیں، اپنے نفس کی اطاعت ہے، رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ مَالَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ (مشکوۃ کتاب الامارۃ ۲/۳۱۹) مرد مسلمان پر سننا اور ماننا لازم ہے اس صورت میں بھی جس کو وہ پسند کرتا ہے اور اس صورت میں جو اس کے لئے ناگوار خاطر ہے؛ جب تک کسی گناہ کا حکم نہ کیا جائے، ہاں جب کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر اس وقت سننے

Scanned with CamScanner
Scanned with CamScanner

اور ماننے کی ذمہ داری نہیں ہے۔ امیر کا حکم نہ ماننا صرف ایسی حالت میں درست ہے جب کہ امیر خدا اور رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کوئی حکم دے رہا ہو۔ حدیث میں صراحت ہے کہ پروردگار عالم کی نافرمانی کی صورت میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے، وہ امیر ہو، ماں باپ ہو، استاذ ہو، پیر ہو یا کوئی اور ارشاد نبوی ﷺ ہے: لَاطَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ متفق علیہ (مشکوۃ کتاب الامارۃ ۲/۳۱۹) گناہ کی بات میں اطاعت نہیں ہوا کرتی، اطاعت تو صرف بھلی اور نیک باتوں میں ہے۔ امیر کا منصب قانون بنانا نہیں ہے؛ بلکہ شریعت اسلامیہ کو نافذ کرنا ہے اس لئے اس کو اس کی جرأت نہیں ہو سکتی کہ احکام خداوندی کے خلاف کوئی قدم اٹھائے۔ نبی کریم ﷺ نے مختلف انداز میں اطاعت امیر کی ترغیب دی ہے اور اھمیت جتائی ہے ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وَاَطِيْعُوْا اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ (جامع الصغیر) اپنے امیر کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوگے۔

ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رحمت عالم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا "مسلمانو! اللہ سے ڈرو، دن رات میں پانچ وقتوں کی نماز ادا کیا کرو، جب ماہ مبارک رمضان آئے تو روزے رکھو، زکوۃ دیا کرو، اور جب تم کسی کو امیر منتخب کرلو تو اس کی فرمانبرداری کرو اور اس کا حکم بجالایا کرو پھر تم اپنے ان اعمال کی وجہ سے اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ۔ معلوم

ہوا کہ جس طرح نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کا حکم ہے اور اس کی بجا آوری مسلمانوں پر ضروری ہے اسی طرح امیر کی اطاعت بھی ضروری ہے اس سے انحراف ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سنو اور حکم بجالاؤ اگرچہ تمہارے اوپر کسی معمولی حبشی کو حاکم بنادیا گیا ہو (مشکوۃ کتاب الامارۃ ۳۱۹)

مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم پر کان ناک کٹے ہوئے غلام (یعنی معمولی انسان) کو امیر بنادیا جائے اور وہ اللہ کی کتاب اور رسول ﷺ کی سنت کے مطابق قیادت کا فریضہ انجام دے تو تمہارا فرض ہے کہ اس کے حکموں کی تعمیل کرو (ایضا) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امیر جیسا بھی ہو، جب وہ ارباب حل وعقد کے مشورے سے امیر منتخب ہوجائے، تو اس کی اطاعت تمام مسلمانوں پر ضروری ہے، کسی ایمان والے کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اس کے احکام کی تعمیل سے گریز کرے، کیوں کہ ایسا کرنا جماعت مسلمین سے بغاوت کے مرادف ہے اور اہل جاہلیت کے نقش قدم کی پیروی کرنا ہے۔ امیر کی مخالفت صرف اس وقت درست ہے، جب وہ کھل کر اسلامی احکام کی مخالفت کرے، یا کفر کی حمایت، جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہوجائے، دینی تنظیم پر حملہ، اس کے خلاف پروپگنڈا اور امیر شریعت پر نکتہ چینی جائز نہیں ہے، حضرت عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے کہ ہم

Scanned with CamScanner

نے اس بات پر بھی بیعت کی تھی۔ وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمِيْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ متفق عليه (مشکوۃ کتاب الامارۃ ۲/۳۱۹) کہ ہم امیر سے جھگڑا نہ کریں گے، مگر یہ کہ دیکھیں کھلا ہوا کفر، جس کی ہمارے پاس کتاب اللہ سے دلیل بھی موجود ہو۔

اس حدیث پر ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ:

امیروں سے ان کی حکمرانی میں نہ جھگڑا کرو اور نہ ان سے چھیڑ چھاڑ کرو، ہاں جب تم ان سے خلاف شریعت ایسی محقق بات دیکھو، جس کو تم جانتے ہو کہ وہ قواعد اسلام کے خلاف ہے۔ تو اس وقت اجازت ہے (مرقات ص ۱۱۹/ جلد ۴) کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ ایک امیر کے رہتے ہوئے کسی دوسرے مسلمان کو امیر بنانے کی کوشش کرے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص ایسا کرنا چاہے اسے قتل کر ڈالو، رسول الثقلین ﷺ نے فرمایا اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ (مشکوۃ کتاب الامارۃ ۲/۳۲۰) عنقریب فتنہ و فساد پھوٹ پڑیں گے؛ پس اس امت کے معاملہ میں جو تفرقہ ڈالنے کا ارادہ کرے، حالانکہ امت متحد ہے، تو اسے تلوار سے مار ڈالو، خواہ وہ کوئی بھی ہو، منشا یہ ہے کہ اس باب میں اشخاص و افراد کی رعایت جائز نہیں ہے، بڑا ہو یا چھوٹا، شریف ہو یا رذیل،

عالم ہو یا جاہل، جدت پسند ہو یا قدامت پسند، بااثر ہو یا بے اثر، سرمایہ دار ہو یا مفلس، ہر مفسد قابل گردن زدنی ہے، کوئی بھی رعایت کا مستحق نہیں دوسری حدیث میں ہے مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ (مشکوۃ شریف کتاب الامارۃ ۲/۳۲۰) تمہارا معاملہ ایک شخص یعنی امیر کے ہاتھ میں ہو، اور کوئی تمہارے پاس آ کر تم میں پھوٹ ڈالنے یا جماعت میں تفریق پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو اسے قتل کر ڈالو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس دوسرے امیر کو تہہ تیغ کر دو، جو ایک امیر کی موجودگی میں امیر بن بیٹھا ہے۔ اس لئے کہ یہ بھی امت مسلمہ کے زوال کا ذریعہ ہے۔ اِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخَرَ مِنْهُمَا رواہ مسلم (مشکوۃ کتاب الامارۃ ۲/۳۲۰) جب دو خلیفہ کے لے بیعت کی جائے تو ان میں سے اس کو قتل کر ڈالو جو بعد کا ہے۔ ان احادیث سے اندازہ لگایئے کہ امارت شرعیہ کی سی شرعی تنظیم کی مخالفت اور اس کو توڑنا کتنا بڑا جرم ہے اور جو اس تنظیم شرعی، امارت شرعیہ کا مخالف ہے اسلام کی نظر میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ صوبہ بہار، اڑیسہ و جھارکھنڈ کے مسلمانوں کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ ان کے یہاں ایک عرصہ سے یہ شرعی تنظیم قائم ہے اور اس طرح یہاں مسلمان شرعی زندگی گزارنے میں ہندستان کے دوسرے صوبہ کے مسلمانوں سے امتیازی

حیثیت رکھتے ہیں، خدا کرے ان کا یہ جذبۂ خیر باقی رہے اور امارت شرعیہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ موجودہ حالات میں جب کہ نہ یہاں اسلام اور اس کے قوانین کے بقاء وتحفظ کی کوئی دوسری صورت ہے اور نہ مسلمانوں کے خصوصی مسائل کے نفاذ کا کوئی انتظام ہے۔ امارت شرعیہ کا قیام اور اس کی حفاظت کس قدر ضروری ہے اور مسلمانوں کی اس سے وابستگی ان کا کتنا اہم فریضہ ہے، یہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ سیاسی اور نیم سیاسی مسلم جماعتیں اپنی جگہ ہیں؛ امارت شرعیہ کا ان سے کوئی ٹکراؤ نہیں؛ لیکن دینی معاملات میں تمام مسلمان جماعتوں اور افراد کا فرض ہے کہ وہ امارت شرعیہ اور امیر شریعت کو اپنا دینی رہبر تسلیم کریں اور ان کے ہاتھ مضبوط کریں۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner